هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

بُشْرٰی

از

سید سلیمان ندوی

"اسلام کا سب سے پہلا حکم ایمان ہے، ایمان کی سب سے بڑی خاصیت
اور علامت حبِّ الٰہی ہے"

CHECKED
Date..............

"اے ربانی عشق و محبت کے طلبگارو! اگر واقعی تمہارے دل فانی محبت سے ہٹ کر کسی باقی کی محبت کے خواہشمند ہیں، اگر درحقیقت تمہیں ازلی و ابدی محبوب کی تلاش ہے، اگر دراصل تمہارا جسم نہیں، بلکہ تمہاری روح کسی کی محبت کی تشنگی کے لیے بیتاب ہے، تو آؤ کہ یہ دولت صرف اسلام کے آستانہ پہ بٹتی ہے اور اسی خزانہ سے ملتی ہے"

قیمت فی جلد — چھہ ٦ آنے

مصنف کی دیگر تصانیف

رسالہ اہل سنت الجماعت۔ موضوع نام سے ظاہر ہے۔ تمام اصولی عقائد کی تحقیق قیمت ۸ر

حیات مالک۔ امام مالکؒ کی مکمل سوانح اور موطائے مالک پر مبسوط تبصرہ کاغذ ولایتی سفید چکنا ۱۰ر

بہادر خواتین اسلام۔ امت اسلامیہ کی جانباز خاتونوں کے اخلاقی قومی اور ملکی کارنامے اور سبق آموز تاریخی اور محقق واقعات قیمت ۴ر

دروس الادب۔ عربی سیکھنے کیواسطے اس سے بہتر اور آسان تر اور سہل ترین کوئی کتاب نہیں نکلی۔ جس کے مطالعہ سے عربی کی استعداد بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر دو حصص کی قیمت ۶ر

علامہ شبلی مرحوم کی شہرۂ آفاق تصانیف

سیرۃ النبی صلعم۔ اس کتاب کو جو قبول عام و خاص حاصل ہوا محتاج بیان نہیں کہ اس قلیل عرصہ میں باوجود کافی طباعت کے دوسرے ایڈیشن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مرحوم کی زندگی کا یہ آخری کارنامہ ہے جو مسلمانوں کے واسطے مستقلاً ایک قابل ناز و فخر چیز ہے۔ مولنا کا علمی تبحر تاریخ دانی مسلمہ ہے۔ اس متبرک صحیفہ کی تیاری میں جو احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہے اُس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ مرحوم نے اس کا ایک لفظ بھی بلا وضو نہیں لکھا

حصہ اوّل مجلد اوّل۔ از ولادت تا ختم سلسلۂ غزوات مع مقدمہ مشتمل بر نقد فن سیرۃ و تاریخ عرب قبل ظہور و بعثت طبع دوم ہدیہ فی جلد للعہ ر

حصہ اول۔ مجلد دوم۔ از ۶ھ تا ۱۱ھ جس میں اقامت امن، تاسیس خلافت۔ اشاعت اسلام، انتظامات مذہبی تکمیل شریعت، حجۃ الوداع، شمائل اخلاق و عادات کی تفصیل اور ازواج مطہرات و اولاد امجاد کا تذکرہ ہے۔ طبع دوم ہدیہ فی مجلد ۱۸ر

ملنے کا پتہ۔ احمد برادران تاجران کتب علی گڑھ

سلسلۂ معارف اسلام

نمبر ۱

بُشریٰ

از

سید سلیمان ندوی

مع مقدمہ

خواجہ محمد عبدالحی فاروقی

شیخ التفسیر جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑھ

باہتمام ڈاکٹر اشفاق علی قریشی بی اے (علیگ)

مطبع محمدی علی گڈھ مین طبع ہوا

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
عرض نیاز	۱	۱۶	اسمائے الٰہیہ	۲۵
مقدمہ	۳	۱۷	کتب سابقہ	۲۷
پیغام امن	۹	۱۸	خدا کا آخری پیغام	۲۸
مخالفین کی نکتہ چینی	۱۰	۱۹	رب کا مفہوم	۲۹
دعوت عمل		۲۰	حقیقت ایمان	۳۰
امید و بیم	۱۱	۲۱	آثار و علائم	۳۲
ملل قدیمہ	۱۲	۲۲	دائمی مسرت	۳۳
حقیقت اسلام	۱۳	۲۳	عفو عام کی بشارت	۳۶
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری	۱۵	۲۴	رحمۃ للعالمین	۳۹
راہِ اعتدال	۱۶	۲۵	المرء مع من احب	۴۰
غلط فہمی کا سبب	۱۹	۲۶	عطائے عمومی	۴۱
انتہائی ضلالت	۲۰	۲۷	محبت الٰہی کی طلب	۴۲
خدا کا تصوّر	۲۱	۲۸	خدا کی رحمت	۴۴
من موہن	۲۳	۲۹	حسن خاتمہ	۴۶
رحمان و رحیم	۲۴	۳۰	صلائے عام	۴۷

عرض نیاز

ہمارا قصد ہے کہ ہندوستان کے ممتاز ارباب قلم کے وہ مقالات ومصنفات علمیہ ودینیہ ملک وملت کے سامنے اعلیٰ ترین طباعت وکتابت کے ساتھ پیش کریں جو تحقیق واجتہاد ونیز دیگر محاسن ادب وانشا کی خصوصیات سے بہمہ وجوہ آراستہ وپیراستہ ہوں۔

سردست معارف اسلام کے عنوان سے ہم نے بلند پایہ سلسلہ مضامین کا آغاز کیا ہے جس کا افتتاح رسالہ "البشریٰ" سے کرتے ہیں، سلسلہ ہذا کا یہ پہلا نمبر محترمی جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہ کا اثر خامہ ہے جو "الہیات" کے مشہور ومعروف عالم متبحر وماہر ہیں، یہ مضمون مجلہ "معارف" اعظم گڑھ کی اشاعت ماہ جولائی ۱۹۲۳ء میں پہلی بار شائع ہوا تھا اور اب فاضل مدیر کی تصحیح ونظر ثانی اور ضروری اضافہ کے ساتھ مستقل کتابی صورت میں ہدیہ ناظرین ہے

جس پر جناب مولانا خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی پروفیسر تفسیر جامعہ ملیہ اسلامیہ علی گڑھ نے ایک فاضلانہ مقدمہ کا اضافہ فرما کر اس مبحث پر دائمی یادگار چھوڑی ہے۔

ہم کو امید ہی کہ یہ رسالہ موجودہ حیثیت میں اون بلند پایہ تصانیف کا ہم پلہ قرار پائیگا جو علمی و مذہبی دنیا میں مستقل شہرت رکھتی ہیں۔

یہ توقع بیجا نہیں کہ ارباب علم و بزرگان ملت ہماری ناچیز خدمات کی اپنی علم دوستی سے قدر فرما کر ہم کو موقع دیں گے کہ اس سلسلۂ اشاعت میں بہترین تصانیف جلد ملک کے سامنے پیش کر سکیں جن میں سے اکثر زیر ترتیب و قریب تکمیل ہیں۔

المرقوم یکم مارچ ۱۹۲۴ء

ظہیر عالم محمد سہیل نگینوی بی اے (علیگ)
ناشر

دفتر شعبۂ اشاعت
احمد برادران ناشران و تاجران کتب (علیگڑھ)

۲۹۷ س ۳۹ ب
۱۸۱۹

مقدمہ

قرآن حکیم کا روئے سخن عالمگیر ہے، وہ جملہ اقوام عالم کو ایک وسیع و ہمہ گیر برادری میں شامل کرنے کے لئے آیا ہے: وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا، اس کی غرض یہ ہے کہ سابقہ مذاہب و ادیان میں جس قدر غلط کاریاں رونما ہو چکی ہیں، ان کی اصلاح کر دے، جہاں جہاں ان کے اتباع و مقلدین نے تحریفات لفظی و معنوی کی ہیں، ان کو دنیا کے سامنے الم نشرح کر دے اور اصلی صداقت و حقانیت کو دنیا کے سامنے پیش کر دے: وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا علیہ، (۵ : ۴۸) اور اے پیغمبر ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، اور ان سب پر شامل ہے۔ دوسری جگہ آتا ہے: یامرھم بالمعروف و ینھھم عن المنکر ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبئث و

یضع عنهم اصرهم والاغلل التی کانت علیهم، (۷: ۱۵۷) وہ نبی امی انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں، اور برے کاموں سے روکتے ہیں، اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں، اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھیراتے ہیں، اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان کے سر پر اور گلے میں تھے اُتارتے ہیں۔

جس وقت اس کتاب عزیز کا دنیا میں نزول ہوا تو یہودیت و نصرانیت ہی کا سب سے زیادہ چرچا تھا، اس لئے قدرتی طور پر انہیں مذاہب کو سب سے پہلے مخاطب کیا گیا، مگر یہ لوگ اسلام کا خیر مقدم تو کیا کرتے، الٹا خود اصل کتاب کو انہوں نے مورد طعن و تشنیع بنانا شروع کر دیا، اور اسی پر ہر قسم کی نکتہ چینی شروع کر دی: یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم، (۶۱: ۸) یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے چراغ کی روشنی کو منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں، ود کثیر من اھل الکتب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسھم من بعد ما تبین لھم الحق، (۲: ۱۰۹) بہت سے اہل کتاب اپنے دل کی جلن سے یہ چاہتے ہیں کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو کافر بنا دیں، حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے، ایک مقام پر ارشاد ہے: ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء و یبسطوا

الیکم ایدیہم والسنتہم بالسوء وودوا لو تکفرون، (۶۰ : ۲) اگر یہ کافر تم پر قدرت پائیں تو تمہارے دشمن ہو جائیں، اور ایذا کے لئے تم پر ہاتھ بھی چلائیں، اور زبانیں بھی، اور چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ، سورۂ نساء میں ہے: الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتٰب یشترون الضلٰلۃ و یریدون ان تضلوا السبیل، (۴: ۴۴) بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا تھا، کہ وہ گمراہی کو خریدتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ تم بھی رستے سے بھٹک جاؤ۔

ان گزشتہ آیات سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مبشرین و دعاۃ مسیحیت کی تمام تر سعی و کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت اسلام کے خلاف ایسی باتیں سوچتے رہیں، اور ایسے اعتراضات تلاش کرتے رہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں اپنے مذہب کی طرف سے شکوک و شبہات پیدا ہوں، اور اگر ان کی یہ باطل پرستانہ کوششیں خدا نخواستہ کامیاب ہو جائیں تو ان کو عیسائی بنالیں: فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ، (۳: ۷) تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے، وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں کہ فتنہ برپا کریں، اور اصلی مراد کا پتہ لگائیں۔

ہندوستان کے ایک مشہور مشن کالج کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایم اے، کے ایک طالب علم نے انجیل کے درس میں اپنے پرنسپل سے دریافت کیا کہ آپ لوگوں نے اس ملک کے طول و عرض میں سینکڑوں مدارس قائم کئے ہیں، جن پر کروڑوں روپیہ صرف ہو چکا ہے، ہزاروں مشنری یورپ اور امریکہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر اسی جگہ آباد ہو گئے ہیں، مگر اس سعی و جہد، ایثار و فدویت، اور اسراف و تبذیر کے باوجود کچھ ہی لوگ آپ کے مذہب میں داخل نہیں ہوئے، آخر آپ کی غرض اس سے کیا ہے، تو دوراندیش پرنسپل نے جواب دیا کہ اس تمام تر پروپاگنڈا کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم لوگ آپ کے دلوں میں اپنے اپنے مذہب کی طرف سے بددلی پیدا کردیں اور کسی کو بھی اصلی معنی میں اسکے مذہب پر قائم نہ رہنے دیں، اس وقت تک جو لوگ ہماری درسگاہوں سے فارغ ہو چکے ہیں، کیا ان کی یہ حالت نہیں ہے، اس پر اس طالب علم کو خاموش ہو جانا پڑا۔

غرض یہ ہے کہ اسلام پر جتنے اعتراضات اہل کتاب کی طرف سے کئے جاتے ہیں، ان کا مقصد حق کی تلاش اور سچائی کی جستجو نہیں ہے بلکہ ان کی اصلی غرض مسلمانوں کو خدع و فریب میں مبتلا کرنا ہے، اور بس اور

یہ بات ان کے خمیر میں داخل ہے: ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا، (۳: ۱۸۶) اور تم اہل کتاب سے اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت سی ایذا کی باتیں سنوگے۔

لیکن اس کا یہ منشا ہرگز نہیں کہ مسلمان ان کے اعتراضات کو سنکر بالکل خاموشی اختیار کرلیں، اور ان کا کوئی جواب نہ دیں، بلکہ جس قدر اہل باطل اپنے غلط عقائد و یقینیات کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں، اس سے کہیں زیادہ فرزندان اسلام کو اس کے رفع و انسداد میں لگ جانا چاہیے تاکہ باطل سرنگوں ہو، اور حق کو فضیلت و برتری حاصل ہو، مگر مسلمان ہیں کہ ہنوز درگوشۂ اطمینان سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں، اور نہیں دیکھتے کہ ہندوستان کے اطراف واکناف میں ہر روز کتنے ہیں جو عیسویت کے دائرہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔

مولانا سید سلیمان، معارف علمیہ کی نشر و اشاعت کی وجہ سے کسی معرفی کے محتاج نہیں، نہ صرف ہندوستان کا علمی اور سیاسی طبقہ انکے کمالات و فضائل کا معترف ہے، بلکہ بلاد خارجہ اور ممالک اسلامیہ بھی ان کے اکتشافات تاریخی و مذہبی کے قائل ہیں، یہ رسالہ جو آپ کے پیش نظر ہے، انہیں کے حقائق آفریں قلم کا نقش ثابت ہے، انہوں نے

عیسائیوں کے ایک مشہور اعتراض کو لیکر اس پر گوہر افشانی کی ہے، اور نہایت ہی عمدگی سے اس کا رد کیا ہے۔ امید ہے کہ یہ رسالہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے نفع بخش ثابت ہوگا، بلکہ عیسائیوں میں سے ارباب علم و فضل بھی اس کو قدر دانی کی نگاہ سے دیکھیں گے، اور اس طرح احمد برادران کی محنت ٹھکانے لگیگی علی اللہ التکلان۔

عبدالحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

پیغام امن

اسلام دنیا میں خدا کا آخری پیغام ہے، وہ دنیا میں مذہب کی تکمیل ہے، وہ اپنے پیغمبر کے الفاظ میں دین الٰہی کی عمارت کا آخری پتھر ہے، وہ فطرت ہے، اور فطرت کے مطابق ہے، وہ دنیا میں اوس وقت صلح و امن کا جھنڈا اوڑاتا آیا، جب دنیا خاک و خون میں لتھڑی ہوئی تھی، وہ اُس خدا کا منادی ہے جو رحم مجسّم، عدل مجسّم، نیکی محض، خیر کُل اور امن و امان ہے، وہ ظلم و ستم، بے اطمینانی و اضطراب، شک و شبہ کے طوفانوں سے بھاگ کر امن و امان کے طلبگاروں کو ایک ہی پناہ کی جگہ بتاتا ہے۔

فَفِرُّوا اِلَی اللہِ (۵۰:۵۱)	ہر طرف سے بھاگ کر اللہ کی طرف جاؤ

مخالفین کی نکتہ چینی

اس حقیقت کے باوجود یہ کس قدر افسوسناک ہے کہ مسیحی مبلغین اور یورپین مستشرقین نہایت فخر و غرور اور طعن و طنز کیساتھ اسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ اُسنے خدا کا جو تخیل اپنے پیرووں کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک جبّار، قہّار، پُر غضب، صاحبِ جلال و جبروت شاہنشاہ ہے جس سے ہمیشہ بندوں کو ڈرتے اور کانپتے رہنا چاہیئے اور اسی تخیل کا اثر اسلام کے تمام احکام میں نمایاں ہے، برخلاف اس کے عیسائی مذہب اُس کو محبت، پیار، رحمت اور شفقت کے پیکر میں جلوہ گر کرتا ہے، اور اسی لئے اُس کو "باپ" کے نام سے پکارتا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ اوس کی نصیحتوں میں نرمی، اور رحم و کرم کا جذبہ غالب ہے۔

مستشرقین اسی اعتراض کو اسی صورت میں پیش کرتے ہیں کہ چونکہ اسلام ایک جنگجو مذہب ہے اس لئے اِس کے تخیل میں خدا کی جبّاری و قہّاری اور غیظ و غضب کا تصوّر سب سے زیادہ ہے، اور اسلام کی یہی کمی تھی جس کو تصوف نے آکر پُورا کیا، اور بجائے اِس کے کہ فقہا کی طرح خدا کی اطاعت کا مبنیٰ خشیۃ اور خوفِ الٰہی کو قرار دیا جائے، اُنھوں نے خدا کے عشق و محبت کو قرار دیا۔

دعوتِ عمل

ناآشنایانِ اسلام کو، اسلام کے متعلق بحث و کاوش کرتے ہوئے یہ

نکتہ ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ محض تخیلی اور خیال آرا مذہب نہیں ہے بلکہ وہ اس عملی دنیا کا عملی مذہب ہے، دنیا میں کروروں انسان ہیں۔ ہر انسان کے پیچھے ہزاروں کام ہیں اور انسان کے ہر کام کا تعلق دوسرے انسان سے ہے، ان دونوں انسانوں میں کوئی باہمی تعلق ایسا ہونا چاہیئے جو ایک کو دوسرے سے پیوستہ کردے، ایک کو دوسرے کی طرف جھکا دے اور ایک کا رشتہ دوسرے کے ساتھ جوڑ دے، اس تعلق، اس پیوستگی اور اس رشتہ کو جو چیز پیدا کرتی اور قائم رکھتی ہے، وہ محبت اور خوف کا جذبہ ہے، اسی کی تعبیر دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ وہ نفع کی طرف رغبت اور ضرر سے نفرت کا جذبہ ہے۔

امید و بیم

غرض انسان کی تمام تحریکات کا سر بنیاد، محبت و خوف، رغبتِ نفع، اور نفرتِ ضرر ہے، خدا اور اس کے صفات کے متعلق انسان کے جو خیالات اور تصورات ہیں وہ بھی اسی اصول کے ماتحت ہیں، وحشی اقوام کے مذہبی خیالات پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ وہ فطرت کے مناظر اور موجودات کی پرستش اسی اصول کے مطابق کرتے ہیں، بعض چیزوں سے وہ ڈرتے ہیں، تو وہ ان کی پوجا کرتے ہیں، کہ ان کے ضرر سے محفوظ رہیں، بعض دوسری اشیاء کے لطف و کرم کے متوقع ہوتے ہیں کہ وہ ان کے منافع سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔

اب عام انسانی معاملات، اور کاروبار پر غور کرو کہ انسان کی موجودہ فطرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ ممکن ہے کہ دنیا کا یہ نظام، صرف محبت اور رغبت کے جذبات سے چل سکے؟ اگر ایک دن بھی، دنیا کے بازاروں، سلطنتوں کے دفاتر اور قوموں اور جماعتوں کی مجلسوں اور سوسائیٹیوں میں تنہا اس پر عمل ہو، تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے، اور اطاعت و فرمانبری جس پر تنظیم اور ضابطہ داری (ڈسپلن) کا دارومدار ہے، خاتمہ ہو جائے، اسی طرح اگر صرف نفرت و عداوت اور خوف و خشیت تمامتر عالم کے کاروبار میں دخیل ہو جائے تو یہ دنیا جہنم کا طبقہ بن جائے، اور دلوں کی شگفتگی اور انبساط جو ہماری سرگرمیوں اور ولولوں کا مایۂ حیات ہے دفعۃً فنا ہو جائے، اس لئے دنیا کے نظام ان دو گونہ جذبات کے بغیر کبھی قائم نہیں رہ سکتے، اور انسان اپنے ہر عمل میں ان دونوں کے سہارے کا محتاج ہے۔

ملل قدیمہ

اسلام سے پہلے جو آسمانی مذاہب قائم تھے ان میں افراط و تفریط پیدا ہو گئی تھی، اور صراط مستقیم سے وہ تمامتر ہٹ گئے تھے، یہودی مذہب کی بنا سرتاپا خوف، خشیت اور سخت گیری پر تھی، اس کا خدا "فوجوں کا سپہ سالار" اور باپ کا بدلہ پشتہا پشت تک بیٹوں سے لینے والا تھا، یہودیت کی صحیفوں

خدا کے رحم و کرم اور محبت و شفقت کا ذکر شاذونادر کہیں نظر آئیگا، اسکے برعکس عیسائیت تمامتر خدا کے رحم و کرم اور محبت و شفقت کے تذکروں سے معمور ہے، اس کے "اکلوتے بیٹے کا باپ" تمام انسانوں کا باپ ہے، وہ اپنے "فرزندوں" کے جرم و خطا سے غضب ناک نہیں، بلکہ پشیمان اور متاسف ہوتا ہے۔

حقیقت اسلام

اس افراط اور تفریط کا نتیجہ یہ ہے کہ یہودیت ایک خشک اور بے لذت مذہب بن گیا، اور عیسائیت اس قدر تر ہے کہ تر دامنی اس کے نزدیک عیب نہیں، ایک گنہگار عورت کو یہودیت سنگسار کرنے کا حکم دیتی ہے لیکن عیسائیت صرف اسی قدر کہتی ہے کہ "جو گنہگار نہ ہو وہ اس عورت کو پتھر مارے، اور اے عورت! جا، پھر ایسا نہ کرنا" اسلام تفصیل کرتا ہے، مجبور و مجنون و مدہوش وغیرہ مستثنیٰ ہیں، بے شوہر عورت اور بن بیوی کے مرد کو کوڑے مارے جائیں، شوہر والی عورت اور بیوی والا مرد سنگسار ہوگا، یہودی مذہب کسی باز پرس کے بغیر ہر حال میں مرد کو طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ ملّت عیسوی کسی حال میں طلاق کا فتویٰ جاری نہیں کرتی، اسلام اس کے متعلق تفصیلی احکام رکھتا ہے، غرض یہی حال اسلام کا تمام دیگر مسائل میں ہے کہ وہ عیسائیت اور یہودیت کے

درمیان ہمیشہ بیچ کی راہ اختیار کرتا ہے، اور یہی اسلام کی سب سے بڑی فضیلت ہے، قرآن کہتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (۲:۱۴۳)

اس طرح اے مسلمانو! ہم نے تمکو بیچ کی اُمت بنایا کہ لوگوں پر گواہ رہو۔

یہی حال اعتقادیات کا ہے، وہ نہ تو خدا کو محض جبار، قہار، رب الافواج اور صرف بنی اسرائیل یا بنی اسمٰعیل کا خدا مانتا ہے، اور نہ اس کو مجسم انسان، انسانوں کا باپ، یا محمد صلعم کا باپ، سمجھتا ہے، اور تنہا رحم و کرم اور محبت و شفقت کے صفات سے متّصف کرتا ہے، وہ خدا کی نسبت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ اپنے بندوں پر قاہر بھی ہے، اور رحمٰن و کریم بھی ہے، وہ منتقم اور شدید العقاب بھی ہے، اور غفور و رحیم بھی ہے، وہ اپنے بندوں کو سزا بھی دیتا ہے، اور پیار بھی کرتا ہے، بگاڑتا بھی ہے، اور نوازتا بھی ہے، نفع اور نقصان دونوں اوسی کے ہاتھ میں ہیں، اوس سے ڈرنا بھی چاہیے، اور اوس سے محبت بھی کرنی چاہیے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ

(لوگو!) اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر، چپکے چپکے پکارا کرو، وہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پیار نہیں کرتا۔ اور زمین میں اوس کی درستی کے بعد

خَوۡفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ - (۷: ۵۵ و ۵۶) (اعراف)	فسا دنہ پھیلاؤ۔ اور اوس کو (اوسکے عذاب سے) ڈرتے ہوئے اور (اوس کے فضل وکرم کی) لو لگاتے ہوئے، پکارا کرو۔

اس سے زیادہ پُرلطف یہ ہے، کہ اسلام خدا سے لوگوں کو ڈراتا ہے، مگر اوس کو جبار اور قہار کہکر نہیں، بلکہ مہربان اور رحیم کہکر، خدا کے سعید بندوں کی صفت یہ ہے کہ

وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ (یس)	اور رحم کرنے والے سے بن دیکھے ڈرا،
مَنۡ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ (ق)	اور جو رحم کرنے والے سے بن دیکھے ڈرا،

نہ صرف انسان بلکہ تمام کائنات کی زبانیں اوس کے سامنے گنگ ہیں،

وَخَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ (طہ)	اور رحم والے کے ادب سے تمام آوازیں پست ہوگئیں،

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کسی حسین اور محبوب چیز کی نسبت، اگر اوس کے عاشقوں اور محبت کرنے والوں سے پوچھا جائے کہ اوس کی کونسی ادا تم کو پسند آئی، اوس کے کس حصہ میں تم کو حُسن وجمال کا مظہر نظر آتا ہے؟ اوس کے کس حُسن وخوبی نے تم کو فریفتہ کیا ہے؟ تو یقیناً پوری جماعت کا ایک ہی جواب نہ ہوگا، کوئی

کسی حصّہ کا نام لے گا، کوئی کسی ادا کی تعریف کریگا، کوئی کسی خوبی کا اپنے کو شیدا بتائیگا، اسی طرح دنیا میں جو پیغمبر آئے وہ کئی قسم کے تھے، ایک وہ جن کی آنکھوں کے سامنے خدا کے صرف جلال و کبریائی کا جلوہ تھا، اور اس لئے وہ صرف خدا کے خوف و خشیت کی تعلیم دیتے تھے، مثلاً حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ دوسرے وہ جو محبت الٰہی میں سرشار تھے اور وہ لوگوں کو اسی خمخانۂ عشق کی طرف بلاتے تھے، مثلاً حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ۔

لیکن پیغمبروں میں ایک ہستی آئی جو برزخ کبریٰ، منبع جلال و جمال، اور جامع مستی و ہوشیاری تھی، یعنی محمد رسول اللہ صلعم، ایک طرف آپکی آنکھیں خوفِ الٰہی سے اشک آلود رہتی تھیں، دوسری طرف آپ کا دل خدا کی محبت اور رحم و کرم سے مسرور تھا، کبھی ایسا ہوتا کہ ایک ہی وقت میں یہ دونوں منظر لوگوں کو نظر آجاتے، چنانچہ جب راتوں کو آپ شوق و ولولہ کے عالم میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے، قرآن مجید کی لمبی لمبی سورتیں زبان مبارک پر ہوتیں، ہر قسم اور ہر معنی کی آیتیں گذرتی جاتیں، جب کوئی خوف و خشیت کی آیت آتی، پناہ مانگتے، اور جب کوئی مہر و محبت اور رحم و بشارت کی آیت آتی تو اس کے حصول کی دعا مانگتے[۱]۔

---

[۱] مسند ابن حنبل، جلد ۶ صفحہ ۹۲

راہِ اعتدال

الغرض اسلام کا نصب العین یہ ہے کہ خوف وخشیت اور رحم ومحبت کے بیچ کی شاہراہ میں انسانوں کو کھڑا کرے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ الایمان بین الخوف والرجاء "ایمان کامل خوف اور اُمید کے درمیان ہے"، کہ تنہا خوف، خدا کے رحم وکرم سے نا اُمید اور محض رحم وکرم پر بھروسہ لوگوں کو خود سر اور گستاخ بنا دیتا ہے، جیسا کہ اس عملی دنیا کے روزانہ کے کاروبار میں ہمکو تمکو اور سب کو نظر آتا ہے، اور مذہبی حیثیت سے عملاً اس کے نتائج کا مشاہدہ یہودیوں اور عیسائیوں میں کیا جا سکتا ہے کہ ایک نا اُمید محض اور دوسرا سرتاپا اُمید ہے۔

عیسائیوں نے خدا سے اپنا رشتہ جوڑا، اور اپنے کو "فرزند الٰہی" کا لقب دیا، بعض یہودی فرقوں نے بنی اسرائیل کو خدا کا خانوادہ اور محبوب ٹھیرایا، اور حضرت عیسیٰ کے جوڑ پر، حضرت عزیر کو "فرزند الٰہی" کا رتبہ دیا، لیکن اسلام یہ شرف کسی مخصوص خاندان یا خاص قوم کو عطا نہیں کرتا، بلکہ وہ تمام انسانوں کو بندگی اور اطاعت کی ایک سطح پر لا کر کھڑا کرتا ہے، مسلمانوں کے مقابلہ میں یہودیوں اور عیسائیوں، دونوں کو دعویٰ تھا۔

نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (مائدہ)	ہم خدا کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس کے جواب میں کہا:

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ ۚ (مائدہ)

اگر ایسا ہے تو خدا تم کو تمہارے گناہوں کے بدلہ تم کو عذاب کیوں دیتا ہے، اس لئے تمہارا دعویٰ صحیح نہیں بلکہ تم بھی انہیں انسانوں میں سے ہو جن کو اس نے پیدا کیا۔

دوسری جگہ قرآن نے تنہا یہودیوں کے جواب میں کہا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (جمعہ)

اے وہ جو یہودی ہو، اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ تمام انسانوں کو چھوڑ کر تم ہی خدا کے خاص چہیتے ہو تو موت (یعنی خدا کی ملاقات) کی تمنا کیوں نہیں کرتے ؟

اسلام، رحمت الٰہی کے تنگ دائرہ کو کسی خاندان اور قوم تک محدود نہیں رکھتا، بلکہ وہ اس کی وسعت میں انسانوں کی ہر برادری کو داخل کرتا ہے، ایک شخص نے مسجد نبوی میں آکر دعا کی کہ "خدایا! مجھکو اور محمد کو مغفرت عطا کر"، آپ نے فرمایا "خدا کی وسیع رحمت کو تم نے تنگ کر دیا"[1] ایک اور اعرابی نے مسجد میں دعا مانگی کہ "خدایا! مجھ پر اور محمد پر رحمت بھیج، اور ہماری رحمت میں کسیکو

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب،

شریک نہ کر، آپ نے صحابہ کی طرف خطاب کرکے فرمایا "یہ زیادہ گمراہ ہے، یا اس کا اونٹ[۱]"

غلط فہمی کا سبب

اسلام کے متعلق عیسائیوں نے جو یہ غلط فہمی پھیلا رکھی ہے، کہ اوس کا خدا رحم و کرم، اور محبت اور پیار کے اوصاف سے معرّا ہے، اس غلط فہمی کا سبب یہ ہے کہ اسلام، عیسائیت کی اس اصطلاح اور طرز ادا کو سخت ناپسند کرتا ہے، جس کے ذریعہ سے وہ خدا کے ان اوصاف کو نمایاں کرتی ہے، یعنی باپ اور بیٹے کا لفظ، کہ ؟ اس سے گمراہی پھیلتی ہے، یہ گمراہی کچھ عیسائیوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اور دوسرے فرقے بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں۔

اصل یہ ہے کہ خدا اور بندہ کے باہمی مہر و محبت کے جذبات کو یہ فرقے اپنی بولی میں نمایاں کرنا چاہتے ہیں، یہ جذبات انسانوں کے اندر باہمی رشتوں کے ذریعہ سے نمایاں ہوتے ہیں، اس بنا پر بعض نادان فرقوں نے اس طریقۂ ادا کو خالق و مخلوق کے ربط و تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے بہترین اسلوب سمجھا، چنانچہ کسی نے خالق اور مخلوق کے درمیان باپ اور بیٹے کا تعلق پیدا کیا جیسا کہ عیسائیوں میں ہے، دوسرے نے ماں کی محبت کا بڑا درجہ سمجھا، اس لئے اس تعلق کو، ماں

---

[۱] ابوداؤد کتاب الادب،

اور بیٹے کی اصطلاح سے واضح کیا، اور دیبیاں انسانوں کی ماتائیں بنیں، جیسا کہ ہندوؤں کا عام مذہبی تخیل ہے، خاص ہندوستان کی خاک میں زن وشو کی باہمی محبت کا امتیازی خاصہ ہے، جس کی نظیر دوسرے ملکوں میں نہیں مل سکتی ہے، اس کی نگاہ میں محبت کا اس سے زیادہ پُراثر منظر اور ناقابل شکست پیمان کوئی دوسرا نہیں، اس لئے یہاں کے بعض فرقوں میں خالق ومخلوق کی باہمی محبت کے تعلق کو زن وشو کی اصطلاح سے ادا کیا جاتا ہے، سدا سہاگ فقر اس تخیل کی مضحکہ انگیز تصویر ہیں۔

انتہائی ضلالت

دیکھو! یہ تمام فرقے جنھوں نے خدا اور بندہ کے تعلق کو جسمانی اور مادّی رشتوں کے ذریعہ ادا کرنا چاہا، وہ کس قدر راہ سے بھٹک گئے، اور لفظ کے ظاہری استعمال نے نہ صرف ان کے عوام کو، بلکہ خواص تک کو گمراہ کر دیا، اور لفظ کی اصلی روح کو چھوڑ کر جسمانیت کے ظاہری مغالطوں میں گرفتار ہو گئے، عیسائیوں نے واقعی حضرت عیسیٰ کو بیٹا سمجھ لیا، ہندوستان کے بیٹوں نے ماتاؤں کی پوجا شروع کر دی، سدا سہاگ فقیروں نے چوڑیاں اور ساڑیاں پہن لیں، اور خدائے قادر سے شوخیاں کرنے لگے۔ اسی لئے اسلام نے جو توحید خالص کا مبلّغ تھا، ان جسمانی اصطلاحات کی سخت مخالفت کی، اور خدا کے لئے

ان الفاظ کا استعمال اس نے ضلالت اور گمراہی قرار دیا، لیکن وہ ان الفاظ کے اصلی معنی اور منشا کو، اور اس مجاز کے پردہ میں جو حقیقت مستور رہی اس کا انکار نہیں کرتا، بلکہ وہ ان جسمانی معنوں کو خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے ناکافی، اور غیر مکمل سمجھتا ہے، اور ان سے بھی زیادہ وسیع معنی کا طالب ہے۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا (بقرہ)	تم خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔

دیکھو! کہ باپ کی طرح کی محبت کو وہ اپنے پروردگار کی محبت کے لئے ناکافی قرار دیتا ہے۔ اور عبد و معبود کے درمیان محبت کے رشتہ کو اس سے اور زیادہ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔

خدا کا تصوّر

الغرض رحم و محبت کے اس جسمانی طریقۂ تعبیر کی مخالفت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسلام سرے سے خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے درمیان محبت اور پیار کے جذبات سے خالی ہے، اتنا کون نہیں سمجھتا کہ مذہب کی تعلیمات انسانوں کی بولی میں اُتری ہیں، ان کے تمام خیالات اور تصوّرات اسی مادی اور جسمانی ماحول کا عکس ہیں، اس لئے ان کے ذہن میں کوئی غیر مادّی

اور غیر جسمانی تصوّر کسی مادّی اور جسمانی تصوّر کی وساطت کے بغیر براہ راست پیدا نہیں ہوسکتا، اور نہ اس کے لیے اون کے لغت کا کوئی ایسا لفظ مل سکتا ہے، جو غیر مادّی اور غیر جسمانی مفہوم کو اس قدر منزہ اور بلند طریقہ سے بیان کرے جس میں مادیت اور جسمانیت کا مطلق شائبہ نہ ہو، انسان اَن دیکھی چیزوں کا تصوّر، صرف دیکھی ہوئی چیزوں کی تشبیہ سے پیدا کرتا ہے، اور اس طرح اُن اَن دیکھی چیزوں کا ایک دھندلا سا عکس ذہن کے آئینہ میں اُتر جاتا ہے۔

اُس "اَن دیکھی ہستی" کی ذات و صفات کے متعلق، جس کو تم خدا کہتے ہو ہر مذہب میں ایک تخیل ہے، غور سے دیکھو تو معلوم ہو گا کہ یہ تخیل بھی اس مذہب کے پیروؤں کے گرد و پیش کی اشیار سے ماخوذ ہے، لیکن ایک بلند تر اور کامل تر مذہب کا کام یہ ہے کہ وہ اس تخیل کو مادّیت، جسمانیت اور انسانیت کی آلائشوں سے اس حد تک پاک و منزہ کردے، جہاں تک بنی نوع انسان کے لئے ممکن ہے، خدا کے متعلق باپ، ماں اور شوہر کا تخیل اس درجہ مادّی، جسمانی اور انسانی ہے کہ اس تخیل کے معتقد نا ممکن ہے کہ خالص توحید کے صراط مستقیم پر قائم رہ سکیں، جیسا کہ تم علانیہ دیکھ رہے ہو، اس لئے اسلام نے یہ کیا کہ ان مادّی تعلقات اور جسمانی رشتوں کے الفاظ کو، خالق و مخلوق کے اظہار ربط و تعلق کے باب میں یک قلم ترک کر دیا، بلکہ ان کا استعمال بھی شرک و کفر قرار دیا، تاہم

چونکہ حقائق روحانی کا اظہار بھی انسانوں ہی کی مادی بولی میں کرنا ہی، اسلئے اوس نے جسمانی و مادّی رشتہ کے اُن جذبات، احساسات اور عواطف کو خالق و مخلوق کے تعلقاتِ مابین کے اظہار کے لئے مستعار لے لیا، جن کا اظہار دوسرے مذاہب نے، اُن رشتوں کے ذریعہ کرنا چاہا تھا، اور اس طرح خالق و مخلوق کے درمیان کوئی جسمانی رشتہ قائم کئے بغیر ربط و تعلق کا اظہار اوس نے کیا، اور انسانوں کو استعمالات کی لفظی غلطی سے جو گمراہیاں پہلے پیش آچکی تھیں، ان سے اون کو محفوظ رکھا،

ہر زبان میں اس خالق ہستی کی ذات کی تعبیر کے لئے کچھ نہ کچھ الفاظ ہیں، جن کو کسی خاص تخیل اور نصب العین کی بنا پر مختلف قوموں نے اختیار کیا ہے، اور گو اون کی حیثیت اب علم اور نام کی ہے، تاہم وہ درحقیقت پہلے پہل کسی نہ کسی وصف کو پیش نظر رکھکر استعمال کئے گئے ہیں، ہر قوم نے اس عَلَم اور نام کے لئے اسی وصف کو پسند کیا ہے جو اوس کے نزدیک اوس خالق ہستی کی سب سے بڑی اور سب سے ممتاز صفت ہو سکتی تھی۔

من موہن

اسلام نے خالق کے لئے جو نام اور عَلَم اختیار کیا ہے وہ لفظ اَللّٰہ ہے اللہ کا لفظ اصل میں کس لفظ سے نکلا ہے، اس میں اہل لغت کا یقیناً

اختلاف ہے، مگر ایک گروہ کثیر کا یہ خیال ہے کہ یہ وِلَاہٌ سے نکلا ہے، وِلَاہٌ اور وَلَہٌ کے اصل معنیٰ عربی میں اوس "غم"، "محبت" اور "تعلق خاطر" کے ہیں جو ماں کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتا ہے، اسی سے بعد کو مطلق "عشق و محبت" کے معنی پیدا ہو گئے اور اسی سے ہماری زبان میں لفظ والہ (شیدا) مستعمل ہے، اس لئے اَللّٰہ کے معنی "محبوب اور پیارے" کے ہیں، جس کے عشق و محبت میں نہ صرف انسان بلکہ کائنات کے دل سرگرداں، متحیر اور پریشان ہیں، حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰنؒ گنج مرادآبادی قرآن مجید کی آیتوں کے ترجمے اکثر ہندی میں فرمایا کرتے تھے، اَللّٰہ کا ترجمہ وہ ہندی میں "من موہن" یعنی "دلوں کا محبوب" کیا کرتے تھے۔

رحمان و رحیم

قرآن مجید کھولنے کے ساتھ ہی خدا کی جن صفتوں پر سب سے پہلے نگاہ پڑتی ہے، وہ "رحمان" اور "رحیم" ہیں، ان دونوں لفظوں کے تقریباً ایک ہی معنی ہیں، یعنی "رحم والا" "مہربان" "لطف و کرم والا" اور پھر یہی اوصاف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (محبوب، مہربان، رحم والا) قرآن مجید کے ہر سورہ کے آغاز میں پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے، ہر نماز میں کئی کئی دفعہ انکی تکرار ہوتی ہے، کیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے متعلق اسلام کے تخیل کو واضح

کرنے کے لئے کوئی دلیل مطلوب ہی۔

لفظ اللہ کے بعد اسلام کی زبان میں خدا کا دوسرا علم ہی لفظ "رحمان" ہی، جو رحم و کرم اور لطف و مہر کے معنی میں صفتِ مبالغہ کا لفظ ہی۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۤءُ الْحُسْنٰى۔	اُس کو محبوب کہو یا مہربان کہو، جو کہکر اوس کو پکارو، اوس کے سب ہی نام اچھے ہیں۔

قرآن مجید نے لفظ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی صدہا بار کی تکرار کو چھوڑ کر ۵۳ موقعوں پر خدا کو اس نام سے پکارا ہی۔

اسمائے الٰہیہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے بیسیوں اوصافی نام ہیں، احادیث میں اسکے ننانوے ۹۹ نام گنائے گئے ہیں، ان ناموں میں اللہ تعالیٰ کے ہر قسم کے جلالی و جمالی اوصاف آ گئے ہیں، لیکن استقصا کرو تو معلوم ہوگا کہ ان میں بڑی تعداد اوکھیں ناموں کی ہے، جن میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور مہر و محبت کا اظہار ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ایک نام یا ایک وصف اَلْوَدُوْدُ (سورۂ ذات البروج میں) آیا ہے، جس کے معنی "محبوب" اور "پیارے" کے ہیں، کہ وہ سرتاپا مہر و محبت، اور عشق اور پیار ہے، اس کے سوا خدا کا ایک اور

نام اَلْوَلِیُّ ہے، جس کے لفظی معنی "یار" اور "دوست" کے ہیں، خدا کا ایک اور نام قرآن مجید میں باربار استعمال ہوا ہے وہ اَلرَّءُوْفُ ہے "رؤف" کا لفظ "رأفت" سے نکلا ہے، "رأفت" کے معنی اوس محبت اور تعلق خاطر کے ہیں جو باپ کو اپنی اولاد سے ہوتا ہے، اسی طرح خدا کے لئے قرآن مجید میں ایک اور نام حَنَّانٌ آیا ہے جو "حن" سے مشتق ہے، "حن" اور "حنین" اوس سوزِ دل اور محبت کو کہتے ہیں جو ماں کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے، یہہ الفاظ اُن مجازی اور مستعار معانی کو ظاہر کرتے ہیں، جو اسلام نے خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے ربط و تعلق کے اظہار کے لئے اختیار کئے ہیں، دیکھو کہ وہ ان رشتوں کا نام نہیں لیتا ہے، لیکن ان رشتوں کے درمیان محبت اور پیار کے جو خاص جذبات ہیں اون کو خدا کے لئے بے تکلف استعمال کرتا ہے، اس طرح مادیت اور جسمانیت کا تخیل آئے بغیر وہ ان روحانی معانی کی تلقین کر رہا ہے۔

ان کے علاوہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں اللہ تعالیٰ کے جو اسمار اور صفات مذکور ہیں، اُن کو بھی اِس موقع پر پیش نظر رکھنا چاہیئے اُس کا نام غَفَّارٌ (بخشش کرنے والا) غَفُوْرٌ (بخشنے والا) سَلَامٌ (امن و سلامتی) ہے کہ وہ سرتا پا اپنے بے پناہ بندوں کے لئے امن اور سلامتی ہے، پھر وہ مُؤْمِنٌ

(امن دینے والا) ہے، وہ اَلْعَدْلُ یعنی سرتاپا انصاف ہے، اَلْعَفُوُّ (معاف کرنے والا) ہے اَلْوَهَّابُ (عطا کرنے والا) اَلْحَلِیْمُ (بُردبار) اَلصَّبُوْرُ (بندوں کی گستاخیوں پر صبر کرنے والا) اَلتَّوَّابُ (بندوں کے حال پر رجوع ہونے والا) اَلْبَرُّ (نیک اور مجسم خیر) اور اَلْمُقْسِطُ (منصف اور عادل) ہے، ان میں ہر لفظ پر ٹھہر کر ذرا غور کرو، کہ اسلام کا تخیل کس قدر بلند اور برتر ہے۔

کتب سابقہ

تورات کے اسفار اور انجیل کے صحیفوں میں ایک ایک ورق ڈھونڈ ڈالو کیا اللہ تعالیٰ کے لئے یہ پرمحبت، یہ سراپا مہر و کرم اسماء و صفات کی یہ کثرت تمکو وہاں ملیگی؟ اسلام اللہ تعالیٰ کے لئے ماں اور باپ کا لفظ یہود و نصاریٰ اور ہنود کی طرح استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتا، مگر اوس لطف احساس اور مہر و کرم کے جذبات و عواطف سے وہ بے بہرہ نہیں، جن کو یہ فرقے اپنا مخصوص سرمایہ روحانی سمجھتے ہیں، مگر بات یہ ہے کہ ان روحانی جذبات اور معنوی احساسات کے ساتھ وہ شرک و کفر کی اُس ضلالت اور گمراہی سے بھی انسان کو بچانا چاہتا ہے، جو ذرا سی لفظی غلط فہمی سے مجاز کو حقیقت اور استعارہ کو اصلیت سمجھکر، پاک اور سرتاپا روحانی معانی کو مادّی اور مجسم یقین کر لیتے ہیں، اور اسلئے

وہ اس بلند تر توحید کی سطح سے بہت نیچے گر کر سررشتۂ حقیقت کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں۔

خدا کا آخری پیغام

اسلام متکلم ازل کا آخری پیغام ہے اس لئے ضرورت تھی کہ وہ اس قسم کی لغزشوں سے پاک و مبرّا ہو، حقائق روحانی کی تعبیر کے لئے یقیناً مادّی اور جسمانی استعارات اور مجازات سے چارہ نہیں، تاہم ایک دائمی مذہب کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو ان استعمالات کی غلطیوں اور غلط فہمیوں سے محفوظ رکھے، چنانچہ اسلام نے اسی بنا پر ان استعارات اور مجازات کے استعمال میں بڑی احتیاط برتی ہے اور خدا کے مہر و کرم اور عشق و محبت کے تذکروں کے ساتھ، ادب و لحاظ کے قواعد کو فراموش نہیں کر دیا ہے، قرآن مجید اور احادیث، روحانی عشق و محبت کے ان دل آویز اور ولولہ انگیز حکایات سے معمور ہیں، بایں ہمہ وہ انسان کو بیٹا اور خدا کو باپ نہیں کہتا کہ عبد و معبود کے تعلقات کے اظہار کے لئے اس کے نزدیک یہ کوئی بلند تر تعبیر نہیں، وہ خدا کو اَبْ (باپ) کے بجائے "رب" کہکر پکارتا ہے، وہ اس کو تمام دنیا کا باپ نہیں، بلکہ تمام دنیا کا رب کہتا ہے۔

"اب" اور "رب" ان دونوں لفظوں کا باہمی معنوی مقابلہ کرو تو معلوم

ہوگا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا تخیل، اسلام کے مطمح نظر سے کس درجہ پست ہے، اب یعنی باپ کا تعلق اپنے بیٹے سے ایک خاص کیفیت اور لذت سے لیکر ایک محدود عرصہ تک رہتا ہے، اس کے وجود میں اوس کو یک گونہ تعلق ضرور ہوتا ہے، مگر اُس کے قیام و بقا، زندگی، ضروریات زندگی، سامان حیات نشو ونما اور ارتقا رکھی چیزیں اوس کی ضرورت نہیں ہوتی، عہد طفلی تک شاید کچھ اور واسطہ ہو، اُس کے بعد تو بچہ اپنے والدین سے الگ مستقل اور بے نیاز زندگی بسر کرتا ہے، مگر ذرا غور کرو کیا عبد ومعبود اور خالق ومخلوق کے درمیان جو ربط وتعلق ہے اس کا انقطاع کسی وقت ممکن ہے، کیا بندہ اپنے خدا سے ایک دم اور ایک لمحہ کے لئے بھی بے نیاز اور مستغنی ہو سکتا ہے، کیا یہ تعلق باپ اور بیٹے کے تعلق کی طرح محدود اور مخصوص الاوقات ہے۔

رب کا مفہوم

ربوبیت (پرورش) عبد ومعبود اور خالق ومخلوق کے درمیان اوس تعلق کا نام ہے جو آغاز سے انجام تک قائم رہتا ہے، جو ایک لمحہ کے لئے منقطع نہیں ہوسکتا، جس کے بل اور سہارے پر دنیا اور دنیا کی مخلوقات کا وجود ہے، وہ گہوارۂ عدم سے لیکر فنائے محض کی منزل تک ہر قدم پر موجودات کا ہاتھ تھامے رہتا ہے، وہ ذرہ ہو یا پتھر، قطرۂ آب ہو، یا قطرۂ خون مضغہ گوشت

ہو یا مشت استخوان، شکم مادر میں ہو یا اوس سے باہر، بچہ ہو یا جوان، ادھیڑ ہو یا بوڑھا، کوئی آن، کوئی لمحہ، رب کے مہر وکرم اور لطف ومحبت سے استغنا اور بے نیازی نہیں ہو سکتی،

علاوہ ازیں باپ اور بیٹے کے الفاظ سے مادّیت، جسمانیت، ہمجنسی اور برابری کا جو تخیل پیدا ہوتا ہے، اُس سے لفظ رب یکقلم پاک ہے، اور اس میں ان ضلالتوں اور گمراہیوں کا خطرہ نہیں جن میں نصرانیت اور ہندویت نے ایک عالم کو مبتلا کر رکھا ہے۔

حقیقتِ ایمان

اب ہم کو ان آیتوں اور حدیثوں کو آپ کے سامنے پیش کرنا ہی، جن سے روشن ہو کہ اسلام کا سینہ اوس ازلی و ابدی عشق ومحبت کے نور سے کس درجہ معمور ہی اور وہ خمخانۂ الست کی سرشاری کی یاد بھکے ہوئے انسانوں کو کسطرح دلا رہا ہے، اسلام کا سب سے پہلا حکم ایمان ہے، ایمان کی سب سے بڑی خاصیت اور علامت "حبّ الٰہی" ہے، اور یہ وہ دولت ہے جو اہل ایمان کی پہلی جماعت کو عملاً نصیب ہو چکی تھی، زبانِ الٰہی نے شہادت دی،

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ، (بقرہ)	جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھتے ہیں۔

اِس نشۂ محبت کے سامنے باپ، ماں، اولاد، بھائی، بیوی، جان، مال، خاندان سب قربان اور نثار ہوجانا چاہیے ارشاد ہوتا ہے،

إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ	اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے
وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ	بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ، اور وہ
وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ	دولت جو تم نے کمائی ہے اور وہ سوداگری
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا	جس کے مندا پڑجانے کا تم کو اندیشہ ہے خدا اور
أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ	اُس کے رسول اور اوس کی راہ میں جہاد کرنے
وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ	سے تمکو زیادہ محبوب اور پیارا ہے تو اُسوقت
يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط (توبہ)	تک انتظار کرو کہ خدا اپنا فیصلہ لے آئے۔

ایمان کے بعد بھی اگر نشۂ محبت کی سرشاری نہیں ملی تو وہ بھی جادۂ حق سے دوری ہے چنانچہ جو لوگ کہ راہ حق سے بھٹکنا چاہتے تھے اُن کو پکار کر سُنا دیا گیا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ	مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین اسلام
مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي	سے پھر جائیگا تو خدا کو اُس کی کچھ پرواہ نہیں وہ
اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۔	ایسے لوگوں کو لا کھڑا کریگا جن کو وہ پیار
(مائدہ)	کریگا اور وہ اُس کو پیار کرینگے۔

آثار و علائم

حضرت مسیح نے کہا "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" ہر معنوی اور روحانی حقیقت ظاہری آثار اور جسمانی علامات سے پہچانی جاتی ہے، تم کو زید کی محبت کا دعویٰ ہے، اگر نہ تمہارے دل میں اُس کے دیدار کی تڑپ ہو، نہ تمہارے سینہ میں صدمۂ فراق کی جلن، اور نہ آنکھوں میں ہجر و جدائی کے آنسو ہیں، تو کون تمہارے دعوے کی تصدیق کرے گا، اسی طرح خدا کی محبت اور پیار کے دعویدار تو بہتیرے ہو سکتے ہیں مگر اس غیر محسوس کیفیت کی مادّی نشانیاں اور ظاہری علامتیں اُس کے احکام کی پیروی اور اُس کے رسول کی اطاعت ہی، خدا کے رسول کو اس اعلان کا حکم ہے ۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران)	اگر تم کو خدا سے محبت ہی تو میری پیروی کرو کہ خدا بھی تم کو پیار کرے گا۔

طبقات انسانی میں متعدد ایسے گروہ ہیں جن کو خدا کی محبت اور پیار کی دولت ملی ہے ،

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (مائدہ)	خدا نیکی کرنے والوں کو پیار کرتا ہے ،
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ (بقرہ)	خدا توبہ کرنے والوں کو پیار کرتا ہے ،
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران)	خدا توکل کرنے والوں کو پیار کرتا ہے ،

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ، (مائدہ)	خدا منصف مزاجوں کو پیار کرتا ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ، (توبہ)	خدا پرہیزگاروں کو پیار کرتا ہے۔
اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ ، (صف)	خدا ان کو پیار کرتا ہے جو اس کے راستہ میں لڑتے ہیں۔
وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ (آل عمران)	اور خدا صبر کرنے والوں کو پیار کرتا ہے۔
وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ ، (توبہ)	اور خدا پاک صاف لوگوں کو پیار کرتا ہے،

دائمی مسرت

دنیا کے عیش ومسرت، باغ وبہار، شادی وخوشی میں اگر کوئی خیال کانٹا سا چبھتا ہے، اور ہمیشہ انسان کے عیش وسرور کو مکدر اور منغص بنا کر بے فکری کی بہشت کو، فکر وغم کی جہنم بنا دیتا ہے تو وہ ماضی اور حال کی ناکامیوں کی یاد اور مستقبل کی بے اطمینانی ہے، پہلے کا نام حزن وغم ہے، اور دوسرے کا نام خوف ودہشت ہے، غرض غم اور خوف یہی دو کانٹے ہیں، جو انسانیت کے پہلو میں ہمیشہ چبھتے رہے ہیں لیکن جو محبوب حقیقت کی طلبگار اور اس کے والہ وشیدا ہیں، اُن کو بشارت ہے کہ اون کا چمنستان عیش اس خارزار سے پاک ہوگا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ	ہاں! خدا کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے

وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس) | اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

محبت کا جو جذبہ بڑے کو چھوٹے کے ساتھ احسان، نیکی، درگذر اور عفو و بخشش پر آمادہ کرتا ہے اوس کا نام "رحم" اور "رحمت" ہے، اسلام کا خدا تمامتر رحم ہے، اس کی رحمت کے فیض سے عرصہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ سیراب ہے، اوس کا نام رحمان و رحیم ہے، جو کچھ یہاں ہے سب اوسکی رحمت کا ظہور ہے، وہ نہ ہو تو کچھ نہ ہو، اسی لئے اوس کی رحمت سے نا امیدی جرم اور مایوسی گناہ ہے، مجرم سے مجرم اور گنہگار سے گنہگار کو وہ نوازنے کے لئے ہمہ وقت آمادہ و تیار ہے، گنہگاروں اور مجرموں کو وہ "میرے بندے" کہکر تسلّی کا یہ پیام بھیجتا ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (زمر)	اے پیغمبر! میرے ان بندوں کو پیام پہنچا دے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اللہ یقیناً تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے کہ وہی بخشش کرنیوالا اور رحم کھانے والا ہے۔

فرشتے حضرت ابراہیم کو بشارت سناتے ہیں تو کہتے ہیں،

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقَانِطِيْنَ | نا امیدوں میں سے نہ ہو،

خلیل اللہ اس رمز سے ناآشنا نہ تھے، کہ مرتبہ خلّت محبت سے مافوق ہے، جواب دیا:

وَمَنْ يَّقْنَطُ عَنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الْقَوْمُ الضَّآلُّوْنَ (حجر)	اپنے پروردگار کی رحمت سے گمراہ لوگوں کے سوا اور کوئی مایوس نہیں ہوتا۔

خدا کے بندوں کی جانب سے کوئی پابندی عائد نہیں، مگر اُس نے خود اپنی رحمت کے اقتضا سے اپنے اوپر کچھ چیزیں فرض کر لی ہیں، منجملہ انکے ایک رحمت ہے، خدا مجرموں کو سزا دے سکتا ہے وہ گنہگاروں پر عذاب بھیج سکتا ہے، وہ سیہ کاروں کو اُن کی گستاخیوں کا مزہ چکھا سکتا ہے، وہ غالب ہے، وہ قاہر ہے، وہ جبّار ہے، وہ منتقم ہے لیکن ان سب کے ساتھ وہ غفار و غفور ہے، رحمان و رحیم ہے، رؤف و عفو ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اُس نے اپنے اوپر رحمت کی پابندی خود بخود عاید کر لی ہے، اور اپنے اوپر اس کو فرض گردان لیا ہے۔

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ (انعام)	اللہ نے از خود اپنے اوپر مہربانی کرنے کو لازم کر لیا ہے۔

قاصدِ خاص کو حکم ہوتا ہے کہ ہمارے گنہگار بندوں کو ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ اور تسلّی کا یہ پیام دو کہ اس کا باب رحمت ہر وقت کھلا ہے:

وَإِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(انعام)

اے پیغمبر! جب تیرے پاس وہ آئیں جو میری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں تو اُن کو کہہ کہ تم پر سلامتی ہو، تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر از خود اپنے بندوں پر مہربان ہونا لازم کر لیا ہے، کہ جو کوئی تم میں سے براہ نادانی برائی کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کرے اور نیک بنے تو بیشک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

قرآن کی تعلیم کے مطابق اس وسیع عرصۂ کائنات کا کوئی ذرہ اس سایۂ رحمت سے محروم نہیں،

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (اعراف) | اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے

عفو عام کی بشارت

بخاری و ترمذی وغیرہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس عالم کو پیدا کیا تو اُس نے اپنے دستِ خاص سے اپنے اوپر رحمت کی پابندی عائد کر لی، جامع ترمذی میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ اگر مومن کو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کے پاس کتنا عقاب ہے تو وہ جنت کی طمع نہ کرتا

اور اگر کافر کو یہ معلوم ہوتا کہ خدا کی رحمت کس قدر بے حساب ہے تو وہ جنّت سے مایوس نہ ہوتا،، یہ اسلام کے تخیل کی صحیح تعبیر ہے، بارگاہِ احدیت کا آخری قاصد اپنے دربار کی جانب سے گنہگاروں کو بشارت سُناتا ہے کہ ''اے آدم کے بیٹو! جب تک تم مجھے پکارتے رہوگے اور مجھ سے آس لگائے رہوگے میں تمہیں بخشتا رہونگا، خواہ تم میں کتنے ہی عیب ہوں، مجھے پروا نہیں، اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے گناہ آسمان کے بادلوں تک بھی پہنچ جائیں، اور پھر تم مجھ سے معافی چاہو تو میں معاف کردوں خواہ تم میں کچھ ہی عیب ہوں مجھے پروا نہیں، اے آدم کے بیٹو! اگر پوری سطح زمین بھی تمہارے گناہوں سے بھری ہو، پھر تم ہمارے پاس آؤ، اور میرا کسی کو شریک نہ بناتے ہو، تو میں بھی تمہارے پاس پوری زمین بھر مغفرت لیکر تمہارے پاس آؤں،، کیا انسانوں کے کانوں نے اس رحمت، اس محبت اس عفوِ عام کی بشارت کسی اور قاصد کی زبان سے بھی سُنی ہے؟

حضرت ابو ایوب صحابی کی وفات کا وقت جب قریب آیا، تو اُنہوں نے لوگوں سے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ''اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا اور مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی کہ وہ اس کو بخشتا،، یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے رحم و کرم کے اظہار کے لئے گنہگاروں ہی کی تلاش ہے کہ نکوکاروں کو

توسب ڈھونڈتے ہیں، مگر گنہگاروں کو صرف وہی ڈھونڈتا ہے۔

دنیا میں انسانوں کے درمیان جو رحم وکرم اور مہر ومحبت کے عناصر پائے جاتے ہیں جن کی بنا پر دوستوں، عزیزوں، قرابت داروں، اولاد و والدین میں میل ملاپ اور رسم ومحبت ہے، اور جس کی بنا پر دنیا میں عشق ومحبت کے یہ مناظر نظر آتے ہیں، تم کو معلوم ہے کہ یہ اوس شاہد حقیقی کے سرمایۂ محبت کا کتنا حصّہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصّے کئے، ان میں سے ایک حصّہ اپنی مخلوقات کو عطا کیا، جس کے اثر سے وہ ایک دوسرے پر باہم رحم کیا کرتے ہیں، باقی ننانوے حصّے خدا کے پاس ہیں"، اس لطف وکرم، اور مہر ومحبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں، اور کس نے گنہگار انسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلّی دی ہے؟ صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص شراب خواری کے جرم میں بار بار گرفتار ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش ہوا، صحابہ نے تنگ آکر کہا، "خداوندا! تو اپنی لعنت اس پر نازل کر کہ یہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے"، رحمۃ للعالمین کو صحابہ کی یہ بات ناپسند آئی، فرمایا "اس پر لعنت نہ کرو کہ اس کو خدا اور رسول سے محبت ہے" تم نے دیکھا کہ اسلام نے گنہگاروں کے لئے بھی خدا کی محبت کا دروازہ

کھول رکھا ہے۔

رحمۃ للعالمین

ابن ماجہ میں ہے کہ مدینہ میں ایک غریب مسلمان نے وفات پائی، اس کا غم کس نے کیا ہوگا؟ ہاں اس دل نے جو دنیا کا غم خوار بنکر آیا تھا، اس کے فراق ظاہری سے چہرۂ مبارک پر اندوہ و ملال کے آثار تھے، صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم! آپ کو اس مرنے والے کی موت کا غم ہے" فرمایا "ہاں کہ اُس کو خدا اور رسول سے محبت تھی"، اس غریب میں اس محبت کا اثر یہ تھا کہ وہ ہمیشہ زور زور سے قرآن پڑھا کرتا تھا، غریبوں کے دل خدا کی محبت کے خزانے ہیں، صحیحین میں حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ آپ نے ایک صاحب کو کسی جماعت کا افسر بنا کر بھیجا تھا، وہ جب نماز پڑھاتے تھے، تو ہر نماز میں ہر سورۃ کے آخر میں قل ھو اللہ ضرور پڑھتے تھے، جب سفر سے یہ جماعت لوٹ کر آئی تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر، اس نے یہ واقعہ عرض کیا، فرمایا "ان سے پوچھو کہ اب وہ ایسا کیوں کرتے ہیں" لوگوں نے پوچھا تو اُنھوں نے جواب دیا، کہ یہ میں اسلئے کرتا ہوں کہ اس سورہ میں رحم والے خدا کی صفت بیان ہے، تو مجکو اس کے پڑھنے سے محبت ہے"، فرمایا "ان کو بشارت دو کہ وہ رحم والا خدا بھی ان سے

محبت کرتا ہے" یہ بشارت اسلام کے سوا کسی اور نے بھی سُنائی ہے ؟

المرء مع من احب

صحیح بخاری اور مسلم میں متعدد طریقوں سے حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے، خدمت والا میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ "یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی" فرمایا "تم نے اس کے لئے کیا سامان کر رکھا ہے" نادم ہو کر شکستہ دلی سے عرض کی "کہ یا رسول اللہ! میرے پاس نہ تو نمازوں کا، نہ روزوں کا، اور نہ صدقات و خیرات کا بڑا ذخیرہ ہے، جو کچھ سرمایہ ہے وہ خدا اور رسول کی محبت کا ہے اور بس!" فرمایا "تو انسان جس سے محبت کریگا، وہ اُسی کے ساتھ رہیگا" صحابہ نے اس بشارت کو سُن کر اوس دن بڑی خوشی منائی، کہ صرف خدا اور رسول کی محبت تمام نیکیوں کا بدل اور معاوضہ ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو فرشتہ خاص جبریل سے اس کا تذکرہ کرتا ہے، کہ میں فلاں بندہ کو پیار کرتا ہوں، تو جبریل بھی اوس کو پیار کرتے ہیں، اور آسمان میں پکار دیتے ہیں، کہ خدا اس بندہ کو پیار کرتا ہے، تم بھی پیار کرو، تو آسمان والے بھی اوس کو پیار کرتے ہیں، اور پھر زمین میں اوس کو ہردلعزیزی اور حُسن قبول

حاصل ہوتا ہے" دیکھو کہ اسلام کا خدا اپنے بندوں سے کس اعلان اور اشتہار کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

عطائے عمومی

ترمذی میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلعم سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرا بندہ اپنی طاعتوں سے میری قربت کو اسقدر ڈھونڈھتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے" یہ دولت، یہ نعمت، یہ سعادت، اسلام کے دروازہ سوا کہیں اور سے بھی ملتی ہے؟

امام بزار نے مسند میں حضرت ابو سعید سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید ہیں، لیکن قیامت میں ان کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہدا بھی رشک کرینگے، یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا سے محبت ہے اور جن کو خدا پیار کرتا ہے، وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں" الخ

یہ قابل رشک رتبہ اسلام کے سوا اور کون عطا کرتا ہے؟

ترمذی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا لوگو! "خدا سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے، اور خدا کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے سبب میرے اہلِ بیت سے محبت کرو"، یہ عشق و محبت کی دعوت محبوب ازل کے سوا اور کون دے سکتا ہے؟

محبت الٰہی کی طلب

جو کچھ اسلام کی تعلیم تھی، وہ پیغمبر اسلام کی عملی زندگی تھی، عام مسلمانوں میں پیغمبر اسلام کا لقب "حبیب خدا" ہے، دیکھو کہ حبیب و محبوب میں خلت اور محبت کے کیا کیا ناز و نیاز ہیں، آپ خشوع و خضوع کی دعاؤں میں، اور خلوت کی ملاقاتوں میں کیا ڈھونڈھتے اور کیا مانگتے تھے، کیا چاہتے اور کیا سوال کرتے تھے؟ امام احمد اور بزار نے مسندوں میں، ترمذی نے جامع میں، حاکم نے مستدرک میں، اور طبرانی نے معجم میں متعدد صحابیوں سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی دعاؤں میں محبت الٰہی کی دولت مانگا کرتے تھے، انسان کو اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان ہے، لیکن محبوب خدا کی نگاہ میں یہ چیزیں ہیچ تھیں، دعا فرماتے تھے، خداوندا!

اسئل حبك وحب من یحبك وحب عمل یقرب الی حبك ، (احمد، ترمذی، حاکم)	میں تیری محبت مانگتا ہوں، اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اوس کی محبت، اور اس کام کی محبت جو تیری محبت سے قریب کر دے ،
اللّٰھم اجعل حبك احب الیّ من نفسی واھلی ومن الماء البارد، (ترمذی، حاکم)	الٰہی تو اپنی محبت کو جان سے اہل وعیال سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب بنا ،

عرب میں ٹھنڈا پانی، دنیا کی تمام دولتوں اور نعمتوں سے زیادہ گراں اور قیمتی ہے لیکن حضور کی پیاس اس مادّی پانی کی خنکی سے نہیں سیر ہوتی تھی، وہ صرف محبت الٰہی ہی کا زلال خالص تھا جو اس تشنگی کو تسکین دے سکتا تھا، عام انسان، روٹی سے جیتے ہیں، مگر ایک عاشق الٰہی (مسیح) کا قول ہے کہ "انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا"، پھر وہ کون روٹی ہے جس کو کھا کر انسان پھر کبھی بھوکا نہیں ہوتا، حضور دعا فرماتے ہیں ،

اللّٰھم ارزقنی حبك وحب من ینفعنی فی حبك (ترمذی)	خداوندا! تو مجھے اپنی محبت اور اوسکی محبت جو تیری محبت کی راہ میں نافع ہے مجھے روزی کر،

عام ایمان، خدا اور رسول پر یقین کرنا ہے، مگر جانتے ہو کہ اس راہ کی آخری منزل کیا ہے؟ صحیحین میں ہے :

من کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواہ،	یہ کہ خدا اور رسول کی محبت کے آگے تمام ماسوا کی محبتیں ہیچ ہو جائیں۔

بعض مذاہب کو اپنی اس تعلیم پر ناز ہے کہ وہ انسانوں کو یہ سکھاتے ہیں، کہ وہ اپنے خدا کو ماں، باپ سمجھیں اور اس سے اسی طرح محبت کریں جس طرح اپنے والدین سے کرتے ہیں، اور چونکہ اسلام نے اس طریقہ تعبیر کو اس بنا پر کہ وہ شرک کا راستہ ہے ممنوع قرار دیا ہے، اسلئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام محبت الٰہی کے مقدس جذبات سے محروم ہے، لیکن جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ یہ نہیں، بلکہ اسلام کی بلندی نظر اور محبت کا علوئے معیار ان مذاہب کے پیش کردہ نظر و معیار کو پست تر اور فروتر سمجھتا ہے، قرآن مجید کی یہ آیت پاک بھی اس دعوے کے ثبوت میں پیش کی جاچکی ہے،

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا،	تم خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح اپنے باپ کو یاد کرتے ہو، بلکہ اس سے بہت زیادہ۔

خدا کی رحمت

احادیث سے ہمارا یہ دعویٰ اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے، لڑائی کا میدان ہے، دشمنوں میں بھاگ دوڑ مچی ہے جس کو جہاں امن کا گوشہ نظر آتا ہے، اپنی جان بچا رہا ہے، بھائی بھائی سے، ماں بچہ سے، بچہ ماں

سے الگ ہے، اسی حال میں ایک عورت آتی ہے، اس میدان حشر میں اسکا بچہ گم ہو گیا ہے، محبت کی دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ جو بچہ بھی اوس کو سامنے نظر آجاتا ہے، بچہ کے جوش محبت میں اس کو چھاتی سے لگا لیتی ہے اور اس کو دودھ پلا دیتی ہے، رحمۃ اللعالمینؐ کی نظر پڑتی ہے، صحابہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں "کیا یہ ممکن ہے کہ یہ عورت خود اپنے بچہ کو اپنے ہاتھ سے دہکتی آگ میں ڈال دے؟" لوگوں نے عرض کی، "ہرگز نہیں" فرمایا تو جتنی محبت ماں کو اپنے بچہ سے ہے، خدا کو اپنے بندوں سے اس سے بہت زیادہ محبت ہے، (صحیح بخاری، باب رحمۃ الولد)

ایک دفعہ ایک غزوہ سے آپ واپس تشریف لا رہے ہیں، ایک عورت اپنے بچہ کو گود میں لیکر سامنے آتی ہے، اور عرض کرتی ہے، "یا رسول اللہ! ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے، کیا خدا کو اپنے بندوں سے اوس سے زیادہ نہیں ہے؟" فرمایا "ہاں"! بیشک اس سے زیادہ ہے" بولی "تو کوئی ماں تو اپنی اولاد کو خود آگ میں ڈالنا گوارا نہ کریگی" یہ سن کر فرط اثر سے آپ پر گریہ طاری ہو گیا، پھر سر اوٹھا کر فرمایا "خدا صرف اُس بندہ کو عذاب دیتا ہے، جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے" (سنن نسائی، باب ما یرجیٰ من الرحمۃ)

آپ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں، ایک صحابی چادر میں ایک پرند کو مع اس کے بچوں کے باندھ کر لاتے ہیں، اور واقعہ عرض کرتے ہیں، کہ "یا رسول اللہ! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اُٹھا کر کپڑے میں لپیٹ لیا ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈلانے لگی، میں نے ذرا سا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً آ کر میرے ہاتھ پر بچوں پر گر پڑی" ارشاد ہوا "کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے، قسم ہے، اوس ذات کی جس نے مجکو حق کے ساتھ مبعوث کیا، جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے، خدا کو اپنے بچوں کے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ ہے" (مشکوٰۃ بحوالہ ابو داؤد باب رحمۃ اللہ)

حسن خاتمہ

ربانی خمخانہ عشق کا آخری ہوشمند سرشار، ریاض محبت کی بہار جاوداں کا آخری نغمہ خوان عندلیب، نظارۂ جمال حقیقت کا پہلا مشتاق، مستورِ ازل کے چہرۂ زیر نقاب کا پہلا بند کشا، زندگی کے آخری گھنٹوں میں ہے، مرض کی شدت ہے، بدن بخار سے جل رہا ہے، اُٹھکر چل نہیں سکتا، لیکن یک بیک وہ اپنے میں ایک اعلان خاص کی طاقت پاتا ہے، مسجد نبوی میں جاں نثار حاضر ہوتے ہیں، سب کی نظریں حضور کی طرف لگی

ہیں، نبوت کے آخری پیغام سننے کی آرزو ہے، دفعۃً لب مبارک وا ہوتے ہیں، تو یہ آواز آتی ہے، "لوگو! میں خدا کے سامنے اس بات کی برأت کرتا ہوں کہ انسانوں میں میرا کوئی دوست ہے، میرا پیارا صرف ایک ہی ہے، وہی جس نے ابراہیم کو اپنا پیارا بنایا"، یہ تو وفات سے پہلے کا اعلان تھا، عین حالت نزع میں زبان مبارک پر یہ کلمہ تھا، "خداوندا! بہترین رفیق"، (صحیح بخاری وفات)

یہ سچ ہے، کہ اسلام رحمت الٰہی کے ساتھ غضب الٰہی کا بھی معتقد ہے مگر جانتے ہو کہ اسلام کے عقیدہ میں اوس کی رحمت و غضب کا باہمی توازن کیا ہے، خدا فرماتا ہے،

رحمتی سبقت غضبی (بخاری)	میرے غضب سے میری رحمت آگے بڑھ گئی ہے۔

صلائے عام

اے ربانی عشق و محبت کے طلبگارو! اگر واقعی تمہارے دل فانی محبت سے ہٹ کر کسی باقی کی محبت کے خواہشمند ہیں، اگر در حقیقت تمہیں ازلی و ابدی محبوب کی تلاش ہے، اگر در اصل تمہارا جسم نہیں، بلکہ تمہاری روح کسی کی محبت کی سرشاری کے لئے بیتاب

ہے، تو آؤ کہ یہ دولت صرف اسلام کے آستانہ پر بٹتی ہے، اور اسی
کے خزانہ سے ملتی ہے!۔

~~۱۸۱۹~~

۳۸۰

احمد برادران، ناشران و تاجرانِ کتب، علیگڑھ

الفاروق - حضرت عمرؓ کی مکمل و مبسوط سوانح آپکے زمانہ کی مفصل تاریخ و تبصرہ
قیمت مجلد ے رو عہ ر

المامون - عہد حکومت خلیفہ مامون الرشید کے مفصل حالات قیمت فی جلد عہ ر

الغزالی - امام محمد غزالیؒ کی مکمل لائف آپ کی تصانیف پر مبسوط تبصرہ فی جلد عہ و عہ ر

سیرۃ النعمان - امام ابو حنیفہؒ کی کامل سوانح۔ آپکے اجتہادات و مسائل فقہیہ قیمت فی جلد

کلیات شبلی فارسی - نہایت حسین ایڈیشن ولایتی اعلیٰ سفید اور چکنے کاغذ پر قیمت عہ

مجموعہ کلام شبلی اردو ۱۲ ر

رسائل شبلی - مرحوم کے چیدہ اور اعلیٰ ترین علمی و مضامین کا قابل قدر مجموعہ قیمت عہ ر

شعر العجم - فارسی شاعری کی مکمل تاریخ - ہر ہر دور کی تبدیلیاں - تمام شعرائے فارسی کے کلام پر محققانہ و مبسوط تبصرہ اور ہر ایک کے کلام کا بہترین نمونہ۔

حصہ اول ے ر حصہ دوم عہ ر حصہ سوم عہ ر حصہ چہارم ے ر حصہ پنجم عہ ر

اسوہ صحابہ - صحابۂ کرام کے عقائد اعمال و معاشرت و اخلاق کی صحیح تصویر قرون اولیٰ کے اسلام و اہل اسلام کا عملی خاکہ جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لیئے یقیناً ناگزیر کہا جا سکتا ہے

حصہ اول عہ ر حصہ دوم للعہ ر ولایتی عمدہ و اعلیٰ کاغذ - از مولانا عبد السلام ندوی

سیر الصحابیات - جس طرح اسوۂ صحابہ مسلمان مردوں کے واسطے صحیح شاہراہ پر گامزن ہونے کے واسطے مکمل وسیلہ ہے اسی طرح یہ متبرک صحیفہ بھی مسلمان خاتونوں کے واسطے اعلیٰ ترین تحفہ ہے۔ ازواج مطہرات بنات طاہرات اور تمام صحابیات کی مکمل سوانح عمریاں اُن کی زندگی کے قابل عمل نمونے اور علمی اخلاقی کارنامے۔ اعلیٰ کاغذ ولایتی سفید و چکنا۔ از مولوی سعید ندوی قیمت عہ ر

ملنے کا پتہ - احمد برادران تاجران کتب علیگڑھ

خواجہ عبدالحی صاحب پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ

الفرقان فی معارف القرآن

قرآن حکیم کی عدیم النظیر بطرز جدید، نہایت دلکش ور معنی خیز تفسیر اردو میں اس سے بہتر کوئی تفسیر موجود نہیں۔ مولانا جن مضامین کو موجودہ حالات کے اعتبار سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں وہی مضامین آپ رقم فرماتے ہیں اب تک صرف حسب ذیل حصص چھپ چکے ہیں

حصہ اول الخلافۃ الکبریٰ۔ سورہ بقرہ کی مکمل و مفصل تفسیر ہدیہ فی جلد للعہ مجلد صہ

حصہ چہارم الصراط المستقیم۔ سورہ انفال و توبہ کی کامل و مبسوط تفسیر ولایتی عمدہ و سفید کاغذ چکنا جس کے ابتدا میں فلسفہ جہاد پر ایک بصیرت افروز مقدمہ بھی ہے حجم ۲۴۰ صفحات ہدیہ فی جلد عا

بصائر۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کے واقعات، زمانہ حاضرہ سے تطبیق نہایت خوب ور لائق مطالعہ کتاب ہے۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا طبع ثانی میں بہت سے جدید مضامین کا اضافہ کیا گیا ہے ۶ر

حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڈھ

تاریخ الامت آجتک اس سے بہتر با قاعدہ سلیس عام فہم اردو میں امت اسلامیہ کی تاریخ موجود نہ تھی مولانا کا یہ کارنامہ ملک و قوم کے واسطے یقیناً مایۂ ناز و فخر ہے جس سے ایک بہت بڑی کمی کی تلافی ہو گئی ہے ہر مسلمان کے پاس اس کا ایک نسخہ رہنا نہایت ضروری ہے۔

حصہ اول سیرۃ الرسول۔ نبی کریم صلعم کی نہایت دلآویز و دلکش سوانح قبل بعثت سے وفات تک کے مکمل حالات۔ مع مقدمہ۔ تاریخ عرب وغیرہ کاغذ اعلیٰ سفید حجم ۱۸۰ صفحات فی جلد ۸ر

حصہ دوم خلافت راشدہ۔ خلفائے راشدینؓ کے مکمل حالات اُنکے زمانہ کو واقعات اور اُنپر تبصرہ عا

حصہ سوم بنی امیہ۔ خلفائے بنی امیہ کے حالات میں قیمت فی جلد ۸ر

حصہ چہارم خلافت عباسیہ خلفائے بنی عباس کے حالات میں قیمت فی جلد عا

تاریخ القرآن ابتدائے نزول سے آج تک کے تاریخی حالات۔ معلومات اور لطیف مباحث حجم ۱۲۶ صفحات قیمت فی جلد عہ مجلد ۸ر

ملنے کا پتہ۔ احمد برادران تاجران کتب علیگڈہ

صرف ٹائیٹل باہتمام منشی عبدالسلام در مطبع فیض عام طبع شد